JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 17, Issue: 02, January – Jun 2024

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

آبی وسائل: استعمالات اور نصوصِ قرآنیہ کی روشنی میں ان کی افادیت

Water Resources and their Usefulness in the Light of Quranic Texts

Shakir Hussain*

M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies,

Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.

Dr. Sadia Jawaid**

Lecturer, Department of Islamic Studies,

Government Islamia Graduate College Cooper Road Lahore, Pakistan.

ABSTRACT

Water, essential for all life, holds significant ecological and spiritual importance. This research examines the practical use of water resources and the restrictions imposed by Shariah law, as derived from Qur'anic scriptures. Using qualitative methods, the study explores Qur'anic texts, intellectual theories, and current scholarship to understand water usage in Islamic jurisprudence. The Qur'an highlights water's sacredness, describing it as a divine gift essential for life, and emphasizes the need to protect and use it wisely. This analysis focuses on Qur'anic principles regulating water use, such as conservation and the prohibition of wastefulness, forming the basis of Shariah norms for fair and sustainable water management. The study investigates specific Qur'anic verses on conserving water and preventing waste and contamination, advocating a balanced approach to water use prioritizing preservation, cleanliness, and equitable access. It discusses current challenges in water management, including scarcity, pollution, and inequality, suggesting that adherence to Islamic values can offer practical solutions through ethical and environmentally responsible practices. The research underscores the role of Islamic scholars and community leaders in promoting these values. Ultimately, it calls for integrating Islamic principles into modern water management to ensure the sustainable and fair use of this vital resource.

Keywords: *Water Resources, Water Management, Aquatic Resources, Utility, Shariah, Consumption, Holy Quran*

CC BY

تعارف موضوع

پانی نہ صرف انسانوں بلکہ تمام حیوانات و نباتات کے لیے وسیلۂ حیات ہے۔ دنیا کی ساری رونق اور زندگی کی گہما گہمی اسی کی بدولت ہے۔ انسان خوراک کے بغیر تو کچھ عرصہ اپنی زندگی قاءم رکھ سکتا ہے لیکن پانی کے بغیر نہیں۔ اسی لیے قرآن کریم میں اس نعمت کا بار بار اور مختلف پیرایوں میں ذکر ہے۔ وسائل آب کے سلسلہ میں یہ عجیب اتفاق ہے کہ جو وسیلہ آب عام ہے اس کا ذکر سب سے زیادہ اور باقیوں کا ان کی اہمیت کے اعتبار سے اس سے کم ہے۔ چنانچہ اہم ترین آبی وسیلے "بارش" کا ذکر قرآن کریم میں (۶۳) دفعہ، دریاؤں (انہار) کا (۵۴)، سمندر کا (۴۱)، چشموں کا (۲۰)، زیر زمین آبی ذخائر کا ذکر زمینِ دنیا کے حوالے سے (۴) اور آخرت وجنت کے حوالے سے (۳۴) جب کہ کنویں کا ذکر ایک دفعہ اور چھوٹی ندی (سری) کا ذکر ایک دفعہ ہے۔ پانی نقل و حمل اشیا کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے بلکہ وہ بھاری سامان جو زمینی اور ہوائی راستوں سے لانا اور لے جانا ممکن نہیں وہ آبی ذرائع سے ہی لایا اور لے جایا جاتا ہے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے پانی کے مندرجہ ذیل ذرائع وسائل کی نشان دہی ہوتی ہے:۔ بارش، دریا، سمندر، چشمے، زیر زمین آبی ذخائر، کنویں، ندی نالے، ان سب کا تفصیلی تذکرہ ذیل میں ہے:

قرآن میں بارش کا تذکرہ

آبی وسائل میں بارش کو کلیدی اور بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ پینے کے لیے پانی کی ضرورت ہو یا کھیتی باڑی کے لیے آب پاشی کی، بارش دونوں ضروریات پوری کرنے کا سب سے بڑا اہم، محفوظ، مفید اور سستا ذریعہ ہے۔ پانی کا سب سے بڑا ذریعہ بارش ہونے کا اندازہ اس حوالہ سے کیا جاتا ہے۔ "آسمان سے اترنے والا پانی زمین میں موجود تمام چیزوں کی حیات کا رئیسی (اصلی) مادہ ہے۔ اس سے زندگی اپنی مختلف اشکال اور درجات میں نشو پاتی ہے (۔۔۔۔) خواہ دریاؤں اور میٹھے پانی کے بحیروں کا وجود میں آنا ہو یا اس کا زمین کے طبقات میں اتر کر زیر زمین پانی کا ذخیرہ بننا ہو جس سے چشمے پھوٹتے، کنویں کھودے جاتے یا آلات کے ذریعے بالائے زمین کھینچ کر لایا جاتا ہو۔"[1]

> اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
>
> "جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے مینہ برسا کر تمہارے کھانے کے لیے انواع واقسام کے میوے پیدا کیے"[2]

"زندگی زمین سے پیدا ہوتی ہے جب پانی اس کی اصلاح کرتا ہے یہ زندگی جس کی حقیقت نامعلوم اور جس کا جوہر لطیف ہے۔ جو نرمی سے وجود میں آتی ہے اور بعد میں ظاہر، شدید اور قوی ہو جاتی ہے۔ آسمان سے اترنے والے پانی سے مراد بارشیں ہیں جن سے زمینی زندگی اور اس کے نشوونما وابستہ ہے۔"[3]

"آسمان سے پانی نازل کرنے سے مراد بارشیں ہیں جن سے زمینی زندگی اٹھتی، نباتات اگتی اور کھانے پینے کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور بارش کا کچھ پانی زمین (زمین میں) خزانہ کر دیا جاتا ہے جو اس وقت کام آتا ہے جب بارش نہ ہوتی ہو۔"۔[4]

وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔

"سے مینہ نکل (کر برس) رہا ہے اور آسمان میں جو (اولوں کے) پہاڑ ہیں، ان سے اولے نازل کرتا ہے تو جس پر چاہتا ہے اس کو برسا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے۔"[5]

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَO

"بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں اور جہازوں میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لے کر رواں ہیں اور مینہ میں جس کو خدا آسمان سے برساتا اور اس سے زمین کو مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہوئے پیچھے سرسبز) کر دیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں۔ عقلمندوں کے لیے (خدا کی قدرت کی) نشانیاں ہیں۔"[6]

آسمان و زمین کی تخلیق، آسمان کی بلندی، اس میں چمکتے ہوئے ستارے، اس کا بغیر ستونوں کے قائم ہونا، سورج چاند، ستاروں کے ذریعے اس کی زینت سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ یونہی زمین اور اس کی وسعت، اس میں موجود پہاڑ، معدنیات، جواہرات، اس میں رواں سمندر، دریا، چشمے، اس سے اگنے والے درخت، سبزہ، پھل، پھول، نباتات، شب و روز کا آنا جانا، دن رات کا چھوٹا بڑا ہونا، سمندر میں بھاری بوجھ کے باوجود کشتیوں کا تیرنا، لوگوں کا اس میں سوار ہونا، سمندری عجائبات، ہواؤں کا چلنا، سمندر کے ذریعے مشرق و مغرب میں تجارت کرنا، سمندر سے بخارات کا اٹھنا، بارش کی صورت میں برسنا، بارش سے خشک اور مردہ زمین کا سرسبز و شاداب ہو جانا، اس پانی اور اس کے ثمرات سے زندگی میں باغ و بہار آنا، زمین میں کروڑوں قسم کے

حیوانات کا ہونا، ہواؤں کی گردش، ان کے خواص و عجائبات، یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت اور اس کی قدرت و وحدانیت پر عظیم دلیلیں ہیں۔ یہ سارا تو ایک قسم کا اجمالی بیان ہے۔ مذکورہ بالا چیزوں میں ہر ایک پر جداگانہ غور و فکر کریں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ایسے حیرت انگیز کرشمے نظر آتے ہیں[7]

وَهُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ۗ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَیَنْعِهٖ ۚ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ O

"اور وہی تو ہے جو آسمان سے مینہ برساتا ہے۔ پھر ہم ہی (جو مینھ برساتے ہیں) اس سے ہر طرح کی روئیدگی اگاتے ہیں۔ پھر اس میں سے سبز سبز کونپلیں نکالتے ہیں۔ اور ان کونپلوں میں سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گابھے میں سے لٹکتے ہوئے گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں۔ اور نہیں بھی ملتے۔ یہ چیزیں جب پھلتی ہیں تو ان کے پھلوں پر اور (جب پکتی ہیں تو) ان کے پکنے پر نظر کرو۔ ان میں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں (قدرت خدا کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔"[8]

ہر چیز کی پیدائش میں پانی کا جو کردار ہے وہ بالکل ظاہر ہے اور اس کے بارے میں ایک پسماندہ اور ترقی یافتہ انسان دونوں یکساں طور پر جانتے ہیں۔ عالم اور جاہل دونوں جانتے ہیں لیکن قرآن کریم نے ظاہری طور پر عوام کے لئے جو کچھ کہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز کی تخلیق میں پانی کا کردار کہیں زیادہ ہے۔ مثلاً سطح زمین پر مٹی کی فراہمی پانیوں کی مرہون منت ہے۔ یہ بات میں ان نظریات کی اساس پر کہہ رہا ہوں جو اس وقت سطح زمین کے بارے میں معروف ہیں۔ (اگر وہ درست ہوں) مثلاً یہ کہ ابتداء میں سطح زمین آگ کا گولہ تھی، اس کے بعد وہ سخت ہو گئی اس قدر سخت کہ سطح زمین پر نباتات اگنے کے لئے کوئی مٹی نہ تھی، اس کے بعد فضائی عوامل اور پانی کی وجہ سے سطح زمین پر مٹی جمع ہونا شروع ہوئی اور اس کے بعد اس زمین کو تر و تازہ اور سر سبز رکھنے کے لئے پانی اہم کردار ادا کرتا رہا۔ اس کے بعد آسمانوں میں بجلیوں کی چمک کی وجہ سے برف اور بارشوں کے ساتھ ایسی نائٹروجن گرتی رہی جو پانیوں میں تحلیل ہو سکتی تھی اور اس طرح زمین کے اندر روئیدگی شروع ہو گئی۔ یہ وہ کھاد ہے، جسے

آج انسان انہیں قوانین قدرت کے اصول کو اپنا کر بنا رہے ہیں اور یہ وہ مادہ ہے کہ اگر روئے زمین اس سے خالی ہو جائے تو زمین کے اوپر کوئی تر و تازگی نہ رہے گی۔[9]

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیَاحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ O

"اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (یعنی مینھ) سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری (بنا کر) بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ بھاری بھاری بادلوں کا اٹھالاتی ہے تو ہم اس کو ایک مری ہوئی بستی کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ پھر بادل سے مینھ برساتے ہیں۔ پھر مینھ سے ہر طرح کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح ہم مردوں کو (زمین سے) زندہ کر کے باہر نکال لیں گے۔ (یہ آیات اس لیے بیان کی جاتی ہیں) تاکہ تم نصیحت پکڑو۔"[10]

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ O

"دنیا کی زندگی کی مثال مینہ کی سی ہے کہ ہم نے اس کو آسمان سے برسایا۔ پھر اس کے ساتھ سبزہ جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں مل کر نکلا یہاں تک کہ زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہو گئی اور زمین والوں نے خیال کیا کہ وہ اس پر پوری دسترس رکھتے ہیں ناگہاں رات کو یا دن کو ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے اس کو کاٹ (کر ایسا کر) ڈالا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ جو لوگ غور کرنے والے ہیں۔ ان کے لیے ہم (اپنی قدرت کی) نشانیاں اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔"[11]

فَاخۡتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الۡاَرۡضِ کے دو مفہوم ہیں ایک یہ کہ بارش کے پانی سے پیداوار اس کثرت سے پیدا ہوئی کہ آپس میں ایک دوسرے سے گتھ گئی ایک پودے کی شاخیں دوسرے میں جا گھسیں اور دوسرے کی پہلے میں۔ اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ پانی سے جو پیداوار یا نباتات حاصل ہوئی وہ انسانوں اور چوپایوں کے لئے ملی جلی یا مشترکہ تھی جیسے گندم کے دانے تو انسان کی خوراک ہیں اور بھوسہ چوپایوں کی۔ اور نباتات کی اکثر اقسام میں یہی صورت حال ہوتی ہے۔[12]

وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَّجَنَّاتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ O

"اور زمین میں کئی طرح کے قطعات ہیں۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور انگور کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت۔ بعض کی بہت سی شاخیں ہوتی ہیں اور بعض کی اتنی نہیں ہوتیں (باوجود یہ کہ) پانی سب کو ایک ہی ملتا ہے۔ اور ہم بعض میووں کو بعض پر لذت میں فضیلت دیتے ہیں۔ اس میں سمجھنے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔"[13]

نباتات میں بے شمار مماثلتوں کے باوجود اختلاف۔ اللہ تعالیٰ کی حیران کن قدرتوں میں سے ایک یہ ہے کہ کھیت ایک ہی جگہ واقع ہوتے ہیں۔ ان میں بیج ایک جیساڈالا جاتا ہے۔ پانی اس پر ایک ہی برستا ہے یا ایک ہی طرح کے پانی سے آبپاشی کی جاتی ہے۔ مگر ایک کھیت میں فصل اعلیٰ درجہ کی پیدا ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی ملے ہوئے کھیت میں فصل بھی کم ہوتی ہے اور ناقص بھی۔ اسی طرح مثلاً کھجور کے دو درخت ہیں مگر ان کی جڑ ایک ہی ہے، اوپر سے دو ہو گئے۔ اب ایک ہی جڑ زمین سے پانی کھینچ کر دونوں درختوں کو تر و تازہ رکھ رہی ہے اور انھیں بارآور ہونے میں تقویت پہنچا رہی ہے۔ مگر ایک درخت کے پھل کا ذائقہ الگ ہے اور دوسرے کا الگ۔ ایک کا پھل عمدہ ہوتا ہے اور دوسرے کا ناقص، کیا انہوں نے کبھی سوچا کہ کیوں ایسا ہوتا ہے اور کونسی ایسی ہستی ہے جو اتنی مماثلتوں کے باوجود پھر ان کے پھلوں میں اختلاف واقع کر دیتی ہے؟ یا ایک ہی قطعہ زمین سے دو درخت ہیں، ایک کھجور کا ہے۔ دوسرا نیم کا ہے۔ دونوں کی جڑیں ایک ہی قطعہ زمین میں پانی کھینچ رہی ہیں کھجور کے پھل میں مٹھاس بھری جا رہی ہے اور نیم یا بکائن کے درخت میں کڑواہٹ۔ کہ اس ایک ہی قطعہ زمین میں اتنی مٹھاس اور اس کے ساتھ ساتھ اتنی کڑواہٹ موجود ہے کہ وہ بیک وقت دونوں درختوں کے پھلوں کو مٹھاس اور کڑواہٹ بہم پہنچا سکے؟ غرض اگر یہ لوگ ایسی باتوں میں غور و فکر کریں تو معرفت الٰہی کے بے شمار دلائل مل سکتے ہیں۔[14]

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ O

"اسی نے آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے اپنے اپنے اندازے کے مطابق نالے بہہ نکلے پھر نالے پر پھولا ہوا جھاگ آ گیا۔ اور جس چیز کو زیور یا کوئی اور سامان بنانے کے لیے آگ میں تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی جھاگ ہوتا ہے۔ اس طرح خدا حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے۔ سو جھاگ تو سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے۔ اور (پانی) جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے۔ اس طرح خدا (صحیح اور غلط کی) مثالیں بیان فرماتا ہے (تاکہ تم سمجھو)۔"[15]

ڈارون نے اپنے نظریہ ارتقاء میں "بقاء للانسب" (Survival of the Fittest) کی اصطلاح استعمال کی تھی۔ یعنی جس چیز میں باقی رہنے کی صلاحیت موجود ہو وہی باقی رہتی ہے۔ قرآن نے اس کے مقابلہ میں بقاء للانفع کا ذکر فرمایا ہے جو عقل کو ڈارونی اصطلاح سے بہت زیادہ اپیل کرتا ہے۔ یعنی ڈارون کا نظریہ یہ ہے کہ کسی چیز میں باقی رہنے کی صلاحیت ہے یا نہیں۔ اگر صلاحیت نہیں تو وہ باقی نہ رہے گی۔ جب کہ قرآن یہ بتلاتا ہے کہ جس چیز میں لوگوں کے لیے فائدہ ہو صرف وہی باقی رہتی ہے۔ کھوٹ میں لوگوں کے لیے کچھ فائدہ نہ تھا۔ لہٰذا وہ جل گیا۔ سونے میں لوگوں کے لیے فائدہ تھا۔ لہٰذا وہ باقی رہ گیا۔[16]

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهَارَ O

"خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لیے پھل پیدا کیے۔ اور کشتیوں (اور جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں۔ اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیا۔"[17]

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات پر جو انعامات کئے ہیں، ان میں بعض کا تذکرہ یہاں کیا جارہا ہے۔ فرمایا آسمان کو چھت اور زمین کو بچھونا بنایا۔ آسمان سے بارش نازل فرما کر مختلف قسم کے درخت اور فصلیں اگائیں جن میں لذت و قوت کے لئے میوے اور فروٹ بھی ہیں اور انواع واقسام کے غلے بھی جن کے رنگ اور شکلیں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ذائقے اور خوشبو اور فوائد بھی مختلف ہیں۔ کشتیوں اور جہازوں کو خدمت میں لگا دیا کہ وہ تلاطم خیز موجوں پر چلتے ہیں، انسانوں کو بھی ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچاتے ہیں اور سامان تجارت بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں۔ زمینوں اور پہاڑوں سے چشمے اور نہریں جاری کر دیں تاکہ تم بھی سیراب ہو اور اپنے کھیتوں کو بھی سیراب کرو۔[18]

وَاَرْسَلْنَا الرِّیَاحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنَاكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخَازِنِیْنَ O

"اور ہم ہی ہوائیں چلاتے ہیں (جو بادلوں کے پانی سے) بھری ہوئی ہوتی ہیں اور ہم ہی آسمان سے مینہ برساتے ہیں اور ہم ہی تم کو اس کا پانی پلاتے ہیں اور تم تو اس کا خزانہ نہیں رکھتے۔"[19]

ہواؤں کو بوجھل، اس لئے کہا گیا کہ یہ ان بادلوں کو اٹھاتی ہیں جن میں پانی ہوتا ہے۔ جس طرح لَقِحَۃٌ حاملہ اونٹنی کو کہا جاتا ہے جو پیٹ میں بچہ اٹھائے ہوتی ہے۔ یعنی یہ پانی جو ہم اتارتے ہیں، اسے تم ذخیرہ رکھنے پر بھی قادر نہیں ہو۔ یہ ہماری ہی قدرت ورحمت ہے کہ ہم اس پانی کو چشموں، کنوؤں اور نہروں کے ذریعے سے محفوظ رکھتے ہیں، ورنہ اگر ہم چاہیں تو پانی کی سطح اتنی نیچی کر دیں کہ چشموں اور کنوؤں سے پانی لینا تمہارے لئے ممکن نہ رہے، جس طرح بعض علاقوں میں اللہ تعالیٰ بعض دفعہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھاتا ہے۔[20]

هُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّکُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ O

"وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جسے تم پیتے ہو اور اس سے درخت بھی (شاداب ہوتے ہیں) جن میں تم اپنے چارپایوں کو چراتے ہو۔"[21]

زندگی کے لئے پانی کی اہمیت

پانی کا ذخیرہ یا تو زمین کے نیچے ہوتا ہے۔ وہ بھی اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ چاہے تو پانی کی سطح کو بہت نیچے لے جائے اور انسان پانی حاصل ہی نہ کر سکے۔ یا بارش کی صورت میں نازل ہوتا ہے۔ وہ بھی خالصتاً اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہ چاہے تو کسی مقام پر سالہا سال بارش ہی نہ ہو یا پھر پہاڑوں پر سردیوں میں برفباری ہوتی ہے جو گرمیوں میں پگھل کر دریاؤں کی صورت میں رواں ہوتی ہے۔ لیکن کئی دفعہ دریاؤں میں پانی کی انتہائی کمی واقع ہو جاتی ہے حالانکہ پانی اللہ کی اتنی بڑی نعمت ہے جس کے بغیر نہ انسان زندہ رہ سکتا ہے نہ دوسرے جاندار اور نہ ہی نباتات اگ سکتی ہیں۔ یعنی پانی نہ ہونے سے انسان خوراک سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔[22]

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ O

"اور خدا ہی نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا۔ بے شک اس میں سننے والوں کے لیے نشانی ہے۔"[23]

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَیَاةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِیْمًا تَذْرُوْهُ الرِّیَاحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا O

"اور ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بھی بیان کر دو (وہ ایسی ہے) جیسے پانی جسے ہم نے آسمان سے برسایا۔ تو اس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی۔ پھر وہ چورا چورا ہو گئی کہ ہوائیں اسے اڑاتی پھرتی ہیں۔ اور خدا تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"[24]

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى O كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى O

"وہ (وہی تو ہے) جس نے تم لوگوں کے لیے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہارے لیے رستے جاری کیے اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس سے انواع واقسام کی مختلف روئیدگیاں پیدا کیں۔ کہ (خود بھی) کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چراؤ۔ بے شک ان (باتوں) میں عقل والوں کے لیے (بہت سی) نشانیاں ہیں"[25]

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ O

"اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کس نے نازل فرمایا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد (کس نے) زندہ کیا تو کہہ دیں گے کہ خدا نے۔ کہہ دو کہ خدا کا شکر ہے۔ لیکن ان میں اکثر نہیں سمجھتے۔"[26]

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ O

"اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ تم کو خوف اور اُمید دلانے کے لیے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے مینہ برساتا ہے۔ پھر زمین کو اس کے مر جانے کے بعد زندہ (وشاداب) کر دیتا ہے۔ عقل والوں کے لیے ان (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔"[27]

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۖ وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ O

"اُسی نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر پیدا کیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور زمین پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیئے تا کہ تم کو ہلا ہلا نہ دے اور اس میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیئے۔ اور ہم ہی نے آسمانوں سے پانی نازل کیا پھر (اُس سے) اس میں ہر قسم کی نفیس چیزیں اُگائیں۔"[28]

سماء اور فلک میں فرق

اس کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ ستون ہیں تو سہی مگر تمہیں نظر نہیں آتے اور دوسرا یہ کہ تم دیکھ تو رہے ہو کہ ستون وغیرہ کچھ نہیں اور ستونوں کے سہاروں کے بغیر ہی قائم ہیں۔ اس مقام پر دو تین امور کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ جس جس مقام پر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کا اکٹھا ذکر کیا ہے اس سے مراد پوری کائنات اور نظام کائنات لیا جائے گا۔ دوسرا یہ کہ لفظ آسمان کے لئے عربی میں دو لغت ہیں ایک فلک (ج افلاک) دوسرا اسماء (ج سماوات) فلک سے مراد سیاروں کے مدارات ہیں جن پر وہ گھوم رہے ہیں۔ اور سماء سے مراد بلندی بھی ہے اور آسمان کا وجود بھی جسے اللہ تعالیٰ نے ایک ٹھوس حقیقت اور جسم رکھنے والی چیز کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ اور یہ وضاحت اس لئے ضروری ہے کہ موجودہ نظریہ ہیئت کے مطابق آسمان کوئی چیز نہیں بلکہ فقط حد گناہ کا نام ہے۔ جبکہ آسمانوں کا ذکر قرآن میں متعدد بار اور اس کے علاوہ احادیث میں بھی ہے۔ [29]

کائنات کی وسعت

پھر یہ بلندی تھوڑی سی ہو تب بھی اس پر سماء کے لفظ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ جیسے ارشاد باری ہے۔ (اور اس نے آسمان سے مینہ برسایا) یہاں سماء سے مراد بادل ہیں جو میل ڈیڑھ میل کی بلندی پر اڑتے پھرتے ہیں اور اس معمولی سی بلندی کے لئے بھی سماء (آسمان) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ایک جگہ ذکر ہے (بیشک ہم نے ہی آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا) میں اتنی زیادہ بلندی مراد ہے جتنی دوری پر ستارے چمکتے ہیں۔ خواہ وہ دوری لاکھوں میل پر مشتمل ہو یا کروڑہا اور ارب ہا میلوں پر اور درج ذیل آیت میں سماء (آسمان) کا لفظ یعنی بہت ہی زیادہ بلندی، اتنی بلندی جو سات آسمانوں سے بھی زیادہ ہو یعنی لامحدود بلندی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ارشاد باری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو انھیں ٹھیک سات آسمان بنا دیا (موجودہ ہیئت دان کسی آسمان کے قائل نہیں ہیں ہم ان سے گزارش کریں گے کہ ان کی تمام تر تحقیقات کی رسائی ابھی پہلے آسمانی یعنی آسمان دنیا تک بھی نہیں ہو سکی تو پھر وہ اس کی تردید کیونکر کر سکتے ہیں؟ ان کی تحقیق خواہ کتنی طاقتور اور جدید قسم کی دوربینوں سے ہو خواہ وہ پلوٹو کی دوری ہو یا الفا قنطورس کی یا قلب عقرب کی یہ سب کچھ آسمان دنیا کی زینت بنے گا۔ اور جو کچھ ابھی مزید تحقیق کے دائرہ میں آئے گا وہ بھی آسمان دنیا تک ہی محدود ہو گا۔ باقی چھ آسمان اس آسمان دنیا سے ماوراء اور ان تک دسترس انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ ان تک رسائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کی قدرت کاملہ کی وجہ سے ہوئی۔ اور وحی کے ذریعہ ہی ہمیں سات آسمانوں، ان کی جسامت اور ان میں بلندی کا علم ہوا ہے۔ آج کا ہیئت دان بھی جب کائنات کی وسعت کا خیال کرے ورطہ حیرت میں پھنس جاتا ہے تو دبی زبان سے اس کے منہ سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن سے اس علم وحی کی تائید

ہوتی ہے اور وہ برملا اعتراف کرتے ہیں کہ وہ اس لامحدود کائنات کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ جتنی طاقتور دوربینیں وہ ایجاد کرتے ہیں۔ کائنات اس کے سامنے اور بھی زیادہ وسیع ہوتی جاتی ہے۔

جدید تحقیق کے مطابق جانداروں کی دس لاکھ انواع کا علم انسان کو حاصل ہو چکا ہے۔ اور اسی طرح دولاکھ کے لگ بھگ نباتات کی انواع کا۔ جانداروں کی طرح نباتات، پودوں اور درختوں میں نر اور مادہ موجود ہوتے ہیں۔ اور ان معاملات میں جتنی بھی تحقیق ہورہی ہے۔ زیادہ سے زیادہ عجائبات قدرت یا اللہ کی نشانیاں انسان کے علم میں آرہی ہیں۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَی الْاَرْضِ الْجُرُزِفَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَ اَنْفُسُهُمْ ۖ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ O

"کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم بنجر زمین کی طرف پانی رواں کرتے ہیں پھر اس سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس میں سے ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور وہ خود بھی (کھاتے ہیں) تو یہ دیکھتے کیوں نہیں۔"[30]

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِیْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ O

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے آسمان سے مینہ برسایا۔ تو ہم نے اس سے طرح طرح کے رنگوں کے میوے پیدا کیے۔ اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگوں کے قطعات ہیں اور (بعض) کالے سیاہ ہیں۔"[31]

یہ دو آیات اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی طرف ہر انسان کی توجہ مبذول کراتی ہیں۔ یعنی زمین ایک ہے پانی ایک ہے، ہوا ایک ہے۔ لیکن نباتات جو اگتی ہے ان کی شکلیں مختلف رنگ مختلف اور پھول ہیں تو خوشبوئیں مختلف ہوتی ہیں۔ گلاب کے پھول کی رنگت، ساخت اور خوشبو، لالہ کے پھول سے مختلف ہے اسی طرح چنبیلی کے پھول، نیلوفر اور سورج مکھی کے پھول بھی آپس میں مختلف ہیں۔ پھر ایک ہی پھول میں کئی رنگوں کی آمیزش کچھ ایسی خوبصورتی سے ترکیب دی گئی ہے جو فوراً دل کو موہ لیتی ہے اور اگر پھل پیدا ہوتے ہیں تو انگور کی شکل، رنگ، ذائقہ، اور خواص اور ہوں گے۔ سیب کے اور کھجور کے اور آم کے اور۔ پھر مثلاً آم ہی کو یا کھجور کو لیجئے۔ اس جنس کی آگے بے شمار انواع ہیں۔ اور ہر نوع میں ایسی امتیازی خصوصیات موجود ہیں کہ انسان یہ معلوم کرلیتا ہے کہ یہ کھجور یا آم فلاں قسم سے تعلق رکھتا ہے۔ پھر یہ تنوع صرف پھولوں، پھلوں اور سبزیوں میں نہیں بلکہ جمادات کی طرف دیکھو تو وہاں بھی اللہ کی یہ قدرت کارفرما نظر آئے گی کہیں خشک کالے مٹیالے اور سیاہ پہاڑ ہیں۔ کہیں پہاڑوں پر بلند وبالا درخت اور سبزہ اگ کر نہایت خوشنما منظر پیش کررہا ہے۔ کہیں نمک کا پہاڑ ہے کہیں سنگ مرمر کا پہاڑ ہے۔ پھر ایک ہی پہاڑ میں کہیں سیاہ دھاریاں دور تک چلی گئی ہیں۔ کہیں سپید ہیں اور کہیں سرخ۔ اب جانداروں کی طرف آئیے تو یہاں بھی

ہم یہی منظر دیکھتے ہیں۔ مویشیوں میں سے ایک جنس کے کئی کئی رنگ ہیں انسانوں کا بھی یہی حال ہے کچھ گورے ہیں کچھ سفید ہیں کچھ سرخ ہیں کچھ کالے اور کچھ سانولے ہیں۔ حالانکہ ان کی پیدائش اور ترکیب کے اجزاء وعناصر پر غور کیا جائے تو وہ سب یکساں ہی ہوتے ہیں اس کے باوجود ہر جنس میں اللہ تعالیٰ نے اتنے لاتعداد نئے سے نئے ڈیزائن تیار کر دیئے ہیں جنہیں دیکھ کر ہی عقل دنگ رہ جاتی ہے یہ یکسانیت میں اختلافات اور اختلافات میں یکسانیت، یہ مختلف رنگ اور ان رنگوں کا حسین امتزاج ان میں توازن وتناسب اور ان سب باتوں کے باوجود ان سب چیزوں میں انسان کے لئے خوشنمائی اور دلفریبی پھر ان میں سے ہر چیز کا انسان کے لئے مفید اور کارآمد ہونا کیا یہ سب چیزیں کسی عظیم مدبر اور حکیم صناع کی طرف رہنمائی نہیں کرتیں؟ کیا یہ سب باتیں اتفاقات کا نتیجہ قرار دی جاسکتی ہیں؟[32]

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَه يَنَابِيْعَ فِى الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُه ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُه حُطَامًا اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ O

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا آسمان سے پانی نازل کرتا پھر اس کو زمین میں چشمے بنا کر جاری کرتا پھر اس سے کھیتی اُگاتا ہے جس کے طرح طرح کے رنگ ہوتے ہیں۔ پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو تم اس کو دیکھتے ہو (کہ) زرد (ہوگئی ہے) پھر اسے چورا چورا کر دیتا ہے۔ بے شک اس میں عقل والوں کے لیے نصیحت ہے۔"[33]

وَمِنْ اٰيَاتِهٖ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ اِنَّ الَّذِىٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى اِنَّه عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ O

"اور (اے بندے یہ) اسی کی قدرت کے نمونے ہیں کہ تو زمین کو دبی ہوءی (یعنی خشک) دیکھتا ہے۔ جب ہم اس پر پانی برسا دیتے ہیں تو شاداب ہو جاتی اور پھولنے لگتی ہے تو جس نے زمین کو زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"[34]

وَالَّذِىْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ O

"اور جس نے ایک اندازے کے ساتھ آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر ہم نے اس سے شہر مردہ کو زندہ کیا۔ اسی طرح تم زمین سے نکالے جاؤ گے۔"[35]

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبَارَكًا فَاَنْبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ O وَالنَّخْلَ بَاسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ O رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ O

"اور آسمان سے برکت والا پانی اُتارا اور اس سے باغ وبستان اُگائے اور کھیتی کا اناج۔ اور لمبی لمبی کھجوریں جن کا گابھا تہہ بہ تہہ ہوتا ہے۔ (یہ سب کچھ) بندوں کو روزی دینے کے لیے (کیا ہے) اور اس (پانی) سے ہم نے شہر مردہ (یعنی زمین افتادہ) کو زندہ کیا۔ (بس) اسی طرح (قیامت کے روز) نکل پڑنا ہے۔"[36]

کٹنے والے غلے سے مراد وہ کھیتیاں ہیں، جن سے گندم، مکئی، جوار، باجرہ، ڈالیں اور چاول وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اور پھر ان کا ذخیرہ کر لیا جاتا ہے۔ بَاسِقٰتٍ کے معنی طِوَالا شَاهِقَاتٍ، بلند وبالا طَلْعٌ، کھجور کا وہ گدرا گدرا پھل، جو پہلے پہل نکلتا ہے، نَضِیدٌ کے معنی تہ بہ تہ۔ باغات میں کھجور کا پھل بھی آجاتا ہے۔ لیکن اسے الگ سے بطور خاص ذکر کیا، جس سے کھجور کی وہ اہمیت واضح ہے جو عرب میں اسے حاصل ہے۔ یعنی جس طرح بارش سے مردہ زمین کو زندہ اور شاداب کر دیتے ہیں، اسی طرح قیامت والے دن ہم قبروں سے انسانوں کو زندہ کر کے نکال لیں گے۔[37]

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ O ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ O لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ O

"بھلا دیکھو تو کہ جو پانی تم پیتے ہو۔ کیا تم نے اس کو بادل سے نازل کیا ہے یا ہم نازل کرتے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو ہم اسے کھاری کر دیں پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے؟۔"[38]

وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا O

"اور نچڑتے بادلوں سے موسلادھار مینہ برسایا۔"[39]

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ O اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا O ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا O فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا O وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا O وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا O وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا O وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا O مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ O

"تو انسان کو چاہیئے کہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے۔ بے شک ہم ہی نے پانی برسایا۔ پھر ہم ہی نے زمین کو چیر اپھاڑا۔ پھر ہم ہی نے اس میں اناج اگایا۔ اور انگور اور ترکاری۔ اور زیتون اور کھجوریں۔ اور گھنے گھنے باغ۔ اور میوے اور چارا۔ (یہ سب کچھ) تمہارے اور تمہارے چارپایوں کے لیے بنایا۔"[40]

قرآن کریم میں دریاؤں کا ذکر

قرآن کریم میں قدرتی طور پر معرض وجود میں آنے والے چھوٹے بڑے دریاؤں کے لیے "انہار" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ بارش جھیلوں اور چشموں کا پانی نشیب کی طرف بہنے لگتا ہے اور ندی نالوں کے مرحلے سے گزر کر دریاؤں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ دریا سینکڑوں میلوں تک انسانوں کو پینے کا پانی اور ان کی زمینوں کو آب پاشی کا پانی فراہم کرتے ہوئے سمندر میں جا گرتے ہیں۔ علاوہ ازیں لوگوں کی آمد ورفت کا بھی اہم اور ارزاں ذریعہ ہیں۔ ان کی وسعت کے مطابق کشتیاں اور چھوٹے بحری جہاز بھی ان میں چلتے اور سامان تجارت کی نقل وحمل اور اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهَارًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ؕ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ O

"اور وہ وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا پیدا کیے اور ہر طرح کے میوؤں کی دو دو قسمیں بنائیں۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے۔ غور کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔"[41]

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهَارًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ O

"اور اسی نے زمین پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیئے کہ تم کو لے کر کہیں جھک نہ جائے اور نہریں اور رستے بنا دیئے تاکہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک (آسانی سے) جا سکو۔"[42]

"یعنی وہ راستے جو ندی نالوں اور دریاؤں کے ساتھ بنتے چلے جاتے ہیں ان قدرتی راستوں کی اہمیت خصوصیت کے ساتھ پہاڑی علاقوں میں محسوس ہوتی ہے اگرچہ میدانی علاقوں میں بھی وہ کچھ کم نہیں ہیں۔"[43]

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ ؕ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهَارَ O

"خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لیے پھل پیدا کیے۔ اور کشتیوں (اور جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں۔ اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیا۔"[44]

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يَا قَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهَارُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ O

"اور فرعون نے اپنی قوم سے پکار کر کہا کہ اے قوم کیا مصر کی حکومت میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اور یہ نہریں جو میرے (محلوں کے) نیچے بہہ رہی ہیں (میری نہیں ہیں) کیا تم دیکھتے نہیں۔"[45]

قرآن کریم میں چشموں کا تذکرہ

چشموں کے لیے قرآن کریم میں "عیون" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ روئے زمین کا اکثر حصہ پہاڑی علاقوں پر مشتمل ہے۔ ان علاقوں میں پینے کے پانی کا دارو مدار چشموں پر ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ O لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ O

"اور اس میں کھجوریں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور اس میں چشمے جاری کر دیئے۔ تاکہ یہ ان کے پھل کھائیں اور ان کے ہاتھوں نے تو ان کو نہیں بنایا تو پھر یہ شکر کیوں نہیں کرتے؟"[46]

اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے زمین میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے اور ان باغوں کی آب پاشی کے لئے زمین میں چشمے جاری کئے تاکہ لوگ اناج کی طرح ان باغات کے پھلوں میں سے بھی کھائیں اور اگرچہ اناج اور پھل حاصل کرنے کے لئے بیج لوگوں نے بوئے اور آب پاشی انہوں نے کی، مگر بیج سے شاخ انہوں نے نہیں نکالی، اس شاخ کو بالی اور تناور درخت انہوں نے نہیں بنایا، بالی سے اناج اور درخت سے پھل پیدا کرنے میں ان کا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قدرت نہیں رکھتا، تو کیا ان دلائل کا مُشاہدہ کرنے کے بعد بھی وہ حق کو نہیں مانیں گے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و وحدانیّت کا اقرار کر کے اس کی ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں کریں گے؟[47]

قرآن کریم میں سمندر کا تذکرہ

قرآن میں جہاں سمندر کا ذکر ملتا ہے اس کے ساتھ سمندر کے فوائد پر کئی تفصیلات بھی ملتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے:

وَمَا يَسْتَوِى الْبَحْرَانِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُه وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۔

"اور دونوں دریا (مل کر) یکساں نہیں ہو جاتے۔ یہ تو میٹھا ہے پیاس بجھانے والا۔ جس کا پانی خوشگوار رہے اور یہ کھاری ہے کڑوا۔"[48]

قدرت الٰہی مختلف قسم کی چیزوں کی پیدائش کو بیان فرما کر اپنی زبردست قدرت کو ثابت کر رہا ہے۔ دو قسم کے دریا پیدا کر دیئے ایک کا تو صاف ستھرا میٹھا اور عمدہ پانی جو آبادیوں میں جنگلوں میں برابر بہہ رہا ہے اور دوسرا ساکن دریا جس کا پانی کھاری اور کڑوا ہے جس میں بڑی بڑی کشتیاں اور جہاز چل رہے ہیں اور دونوں قسم کے دریا میں سے قسم قسم کی مچھلیاں تم نکالتے ہو اور تر و تازہ گوشت کھاتے رہتے ہیں۔ پھر ان میں سے زیور نکالتے ہو یعنی لولو اور مرجان۔ یہ کشتیاں برابر پانی کو کاٹتی رہتی ہیں۔ ہواؤں کا مقابلہ کر کے چلتی رہتی ہیں۔ تاکہ تم اس کا فضل تلاش کر لو تجارتی سفر ان پر طے کرو۔ ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچ سکو تاکہ تم اپنے رب کا شکر کرو کہ اس نے یہ سب چیزیں تمہاری تابع فرمان بنادیں۔ تم سمندر سے، دریاؤں سے، کشتیوں سے نفع حاصل کرتے ہو، جہاں جانا چاہو پہنچ جاتے ہو۔ اس قدرت والے اللہ نے زمین و آسمان کی چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے یہ صرف اس کا ہی فضل و کرم ہے۔[49]

وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا O

"اور وہی تو ہے جس نے دو دریاؤں کو ملا دیا ایک کا پانی شیریں ہے پیاس بجھانے والا اور دوسرے کا کھاری چھاتی جلانے والا۔ اور دونوں کے درمیان ایک آڑ اور مضبوط اوٹ بنادی"[50]

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ۔

"کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتوں کو ہلاک کر دیا جن کے پاؤں ملک میں ایسے جما دیئے تھے کہ تمہارے پاؤں بھی ایسے نہیں جمائے اور ان پر آسمان سے لگا تار مینہ برسایا اور نہریں بنادیں جو ان کے (مکانوں کے) نیچے بہہ رہی تھیں۔"[51]

وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ O

"اور پتھر تو بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں، اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں، اور ان میں سے پانی نکلنے لگتا ہے، اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ خدا کے خوف سے گر پڑتے ہیں، اور خدا تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں"[52]

قرآن کریم اور نہریں

قرآن کریم میں اَلْاَنْهَارتَجْرِیْ مَنْ تَحَتِهِمْ کے الفاظ آئے ہیں۔اس سے مراد زیر زمین پانی کے ذخائر ہیں۔ آخرت میں جنت کی نہروں کے لیے قرآن پاک میں ایک دفعہ "نہر" کالفظ (۷۴) اور (۴۲) دفعہ "انہار" کالفظ آیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پانی کو حیات دنیوی کی طرح حیات اخروی کا ذریعہ بھی بنایا گیا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ پانی کی حاجت انسان کی اصلِ فطرت میں رکھ دی گئی ہے جس کی اسے دنیاو آخرت میں ضرورت ہے۔

قرآن کریم کنویں اور ندی نالے:

بئر (کنویں) کالفظ قرآن کریم میں صرف ایک دفعہ آیا ہے اور وہ بھی سزا پانے والی قوموں عادوثمود وغیرہ کے حوالے سے ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا وَهِیَ ظَالِمَةٌ فَهِیَ خَاوِيَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ O

"اور بہت سی بستیاں ہیں کہ ہم نے ان کو تباہ کرڈالا کہ وہ نافرمان تھیں۔ سو اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں۔ اور (بہت سے) کنوئیں بے کار اور (بہت سے) محل ویران پڑے ہیں۔"[53]

اس آیت کریمہ سے قدیم زمانے میں وسیلہ آب کے طور پر کنویں کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے۔

سریا (چھوٹی ندی) کالفظ بھی قرآن پاک میں ایک دفعہ آیا ہے۔ پانی کے دوسرے ذرائع کے مقابلے میں اس کا کم ذکر وسیلہ آب کے طور پر اس کی قلت و محدوددیت کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا O

"اس وقت ان کے نیچے کی جانب سے فرشتے نے ان کو آواز دی کہ غمناک نہ ہو تمہارے پروردگار نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔"[54]

حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں پانی کی اہمیت

وعن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله ليرضى عن العبد أن يأكل الأكلة فيحمده عليها، أو يشرب الشربة فيحمده عليها۔

"اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ بندہ کھانے کا لقمہ کھائے یا مشروب کا کوئی گھونٹ بھرے تو اس پر اللہ کی تعریف کرے۔"[55]

کیونکہ پانی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ ایک جگہ آپ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللهم إني أعوذُ بك من زوال نعمَتك، وتحوُّل عافيتك، وفُجاءة نقمتِك، وجميع سخَطك .

"اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، نعمت کے زائل ہو جانے سے عافیت کے پھر جانے سے، اچانک پکڑ اور تیری ہر طرح کی ناراضی سے۔"[56]

پانی میں اللہ تعالیٰ نے صحت اور بقائے حیات کی صفت رکھی ہے، اگر انسان صحت مند ہے تو وہ دین اور دنیا کے تمام امور کو بحسن و خوبی انجام دے سکتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نعمتان غبونٌ فيهما كثيرٌ من الناسِ: الصحةُ والفراغُ۔

"دو نعمتیں ایسی ہی جن کے بار میں بہت سے لوگ لاپروائی برتتے ہیں۔ صحت اور فراغت۔"[57]

اسلام کی نظر میں پانی کی کس قدر اہمیت ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پنج وقتہ نمازوں کے لیے جو وضو کی جاتی ہے اور اس میں جو پانی استعمال کیا جاتا ہے اسلام نے اس پر بھی نظر رکھی ہے، اور نماز پڑھنے والے اللہ کے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وضو تو کریں مگر اسراف نہ کریں، روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ صحابی حضرت سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہ وضو کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے، سعد رضی اللہ عنہ! کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ وہ اپنے اعضاء وضو پر کچھ زیادہ ہی پانی ڈال رہے ہیں، یہ دیکھ کر فرمایا! لا تسرف اے سعد اسراف نہ کرو، سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! کیا پانی میں بھی اسراف ہوتا ہے، فرمایا ہاں، اگرچہ تم بہتی ہوئی نہر پر ہو۔[58]

اس بارے میں اور بھی احادیث مبارکہ ہیں جن کا باعث طوالت ہے۔

اسلام نے میں صحت انسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے پانی کی اہمیت کو کس کس طرح لوگوں کے ذہنوں میں اجاگر کیا اس کا اندازہ اس طرح کیجئے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی اور بہتے ہوئے پانی دونوں میں پیشاب وغیرہ کرنے سے منع فرمایا، حالانکہ بہتے ہوئے پانی میں تھوڑی بہت نجاست سے اس کی طہارت متاثر نہیں ہوتی لیکن وہ آلودہ ہو جاتا ہے، اور یہ آلودگی اس وقت اور بڑھ سکتی ہے جب لوگ بہتے ہوئے پانی میں پیشاب وغیرہ کرنے کو اپنی عادت میں شامل کرلیں، "پیشاب پر دوسری نجاستوں اور فضلات کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے" جس سے اندازہ لگا جاتا ہے کہ اسلام نے کتنے وقت پہلے پانی صفائی کی تعلیم دی اور ہدایت فرمادی تھی۔

چنانچہ ایک حدیث پاک میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔[59] اسلام نے پانی کے تحفظ کو بڑی اہمیت دی ہے، سو کر اٹھنے کے بعد دھوئے بغیر برتن میں ہاتھ ڈالنے کی ممانعت وارد ہے۔[60] یہاں تک کہ برتن میں سانس لے کر پانی پینا بھی ممنوع ہے۔[61] کیوں کہ سانس کے ذریعے جراثیم پانی کے برتن میں داخل ہوسکتے ہیں، جس سے بچا ہوا پانی بھی گندا ہوسکتا ہے، اور اگر کوئی اسے استعمال کرے تو پیٹ کی بیماریاں بھی پیدا ہوسکتی ہیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ "پانی کا برتن ڈھانپ دیا کرو اور مشکیزے کا منہ باندھ دیا کرو۔"[62]

رسول اکرم ﷺ نے پانی کی حفاظت میں ہمارے لئے ایک اعلی نمونہ پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (نبی ﷺ ایک "مد" کی مقدار پانی سے وضوء فرمالیا کرتے تھے اور ایک "صاع" کی مقدار پانی سے غسل فرمالیا کرتے تھے) مد یعنی دو ہاتھ بھر کر پانی کی مقدار کو کہتے ہیں اور صاع چار "مد" کی مقدار کو کہتے ہیں لہٰذا ان اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہمیں پانی کی حفاظت کرنی چاہئے کیونکہ وہ ایسا سرمایہ ہے جو قیمت سے بالاتر ہے لیکن تمام قیمتی سے قیمتی اشیاء سے زیادہ قیمتی ہے۔ اس کی قیمت کا اندازہ ان لوگوں سے معلوم کیجئے جن علاقوں میں پانی کی قلت ہے یا پانی نہیں، ان علاقوں میں ایک سے ایک قیمتی اشیاء ہیں مگر نہیں ہے تو پانی نہیں ہے اور اسکو مہیا کرنے کیلئے حکومت بہت ہی اخراجات برداشت کرتی ہے، توہم پر یہ واجب بنتا ہے کہ اس نعمت کی قدر کریں اور اسکو ضائع نہ کریں، اور یہ بھی یاد رکھیں کہ قیامت میں پانی کے استعمال کا حساب دینا ہو گا۔

پانی کے استعمالات اور احادیثِ مبارکہ

مسلمانوں کو پوری دنیا میں پانی کی سب سے زیادہ ضرورت ہے کیونکہ ہمارے دین کا اہم رکن ام العبادات نماز پانی کے بغیر ممکن نہیں وضو، غسل، طہارت و پاکیزگی کا دارومدار صرف پانی ہی پر ہے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا ایسی کون سی شے ہے کہ جس سے انسانوں کو منع نہیں کیا جاسکتا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ چیز پانی ہے۔[63] ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو سب کے لئے عام ہیں۔ ایک پانی، دوسری گھاس، تیسری ہوا۔[64]

پانی گندہ کرنا، خراب کرنا اور ناپاک کرنے کے بارے میں ہمیں آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص بہتے ہوئے پانی میں پیشاب و پاخانہ نہ کرے، پانی ضرورت سے زیادہ فروخت کرنے کی آپ ﷺ نے ممانعت فرمائی کہ دولت

مند ہے وہ زیادہ خرید لے اور غریب نہ خرید سکے۔ سخت ضرورت کے تحت ہی بیچا جائے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: ضرورت سے زیادہ پانی فروخت مت کرو۔[65]

حضور نبی کریم ﷺ خود پانی کا استعمال نہایت کفایت شعاری سے کیا کرتے تھے۔ آپ ایک مرتبہ نہر کے کنارے وضو فرما رہے ہیں، آپ برتن میں الگ پانی لیتے ہیں اس سے وضو کرتے ہیں اور جو پانی بچ جاتا ہے اس کو دوبارہ نہر میں ڈال دیتے ہیں۔ پانی سے گناہ دھل جاتے ہیں۔ ایک صحابی بارگاہِ رسول میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے گناہ بہت زیادہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پیاسوں کو پانی پلاؤ تمہارے گناہ ایسے جھڑ جائیں گے جیسے درختوں سے پتے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحرا میں ایک عابد اور ایک گنہگار شخص کا گزر ہوا، قریب تھا کہ عابد پیاس کی وجہ کر دم توڑ دے مگر گنہگار شخص نے اسے اپنا پانی پلا دیا اور خود پیاسا رہ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ صرف ایک شخص کو پانی پلانے کے عوض میں میدان محشر میں رب کریم گناہ گار شخص کی مغفرت فرما کر اس کو جنت عطا فرمائے گا۔

بیماری کا علاج: آج لوگ طرح طرح کی بیماری میں مبتلا ہیں بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج میں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں اور شفا و صحت پانے کے ہزاروں جتن کر رہے ہیں۔ ایک اہم طریقہ علاج کی جانب توجہ دیں پانی صدقہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانی کا صدقہ کرو، پانی سب سے بہترین صدقہ ہے اور بیماری سے شفا بھی ہے۔ دوسری حدیث حضرت عبد اللہ ابن مبارک کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ گزشتہ سات برسوں سے گھٹنے کے مرض میں مبتلا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسی جگہ تلاش کرو جہاں لوگ پانی کے محتاج ہوں۔ وہاں جا کر لوگوں کی سہولت کے لئے کنواں کھدواؤ، کنواں کھدوانے کے بعد اللہ پاک نے اس شخص کو شفا عطا فرمائی۔ معلوم ہوا رب العزت کو یہ عمل کس قدر محبوب ہے کہ اس پر عمل کرنے کے سبب اللہ بیماریوں سے شفا عطا فرماتا ہے اور پیاسوں کو پانی پلانے سے جنت عطا فرماتا ہے۔ سوچنا اور فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔ مسلمان عشق رسول کا دم بھرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے نام پر مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں ان کے لئے یہ عمل نہ صرف اسوۂ رسول ہے بلکہ زندگی میں اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

خلاصہ بحث

قرآن و احادیث میں بہت سے احکام موجود ہیں۔ صحابہ کرام و تابعین، بزرگان دین و ائمہ مجتہدین کے یہاں پانی کے استعمال اور احتیاط کے بارے میں جو اقوال پائے جاتے ہیں اور جو تدبیریں و طریقے بتائے گئے ہیں اس پر عمل کی ضرورت ہے۔ موجودہ صورتحال میں امت مسلمہ کے ہر فرد کا فرض بنتا ہے کہ وہ پانی کی اہمیت کے پیش نظر دنیا کے سامنے ایک نمونہ پیش کرے۔

اگر آج کسی کو پانی کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تو وہ مسلمانوں کو ہے۔ نماز جیسی اہم عبادت کو بغیر پاک ہوئے ادا نہیں کر سکتا۔ بغیر وضو کئے نماز ادا نہیں کر سکتا۔ دن میں 5 بار وضو کے لیے پانی کی ضرورت ہے۔ پاکی حاصل کرنے کے لیے پانی کی ضرورت ہے، بغیر پاکی عبادت کا تصور بھی نہیں کر سکتا لہٰذا آگے بڑھ کر خود پانی کی قدر کریں، پانی بچاؤ کی تحریک چلائیں۔ دوسروں کو بھی شامل کریں۔ احادیث پاک میں واقوال صحابہ کرام، تابعین، بزرگان دین وعلماء کے یہاں پانی کے استعمال اور احتیاط کے بے شمار واقعات موجود ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

[1] سید قطب شہید، **فی ظلال القرآن**، (قاھرہ: دار الشروق، ۱۹۷۹ء)، ۱:۴۸۔

Syed Quṭub Shahīd, *Fi Ẓilāl al-Qur'ān*, (Qāhirah: Dār al-Shurūq, 1979), 1:48.

[2] البقرۃ، ۲۲۔

Al-baqrah, 22.

[3] سید قطب شہید، **فی ظلال القرآن**، ۱:۱۵۳۔

Syed Quṭub shahīd, *fi-ẓilāl-alqurān̄*, 1: 153.

[4] محمد بن احمد القرطبی، **الجامع لاحکام القرآن** (بیروت: دار الکتاب العربی، ۲۰۰۵ء)، ۲:۱۹۳۔

Muḥammad ibn Aḥmad alqurṭubi, *Al-Jāmi‘ lāḥkām al-qurān̄* (Beirut: Dār al-Kitāb al‘rbī, 2005), 2: 193.

[5] النور: ۴۳۔

Al-Noor, 43.

[6] البقرۃ، ۱۶۴۔

Al-Baqrah, 164.

[7] ابو صالح محمد قاسم، **صراط الجنان فی تفسیر القرآن** (کراچی: مکتبۃ المدینۃ، س ن)، ۱:۳۷۔

Abū Ṣāliḥ Muḥammad Qāsim, *Ṣirāṭ al-Jinān fī tafsīr ul-qūrān̄* (Karachi: Maktabat al-madīnah, nd), 1: 37.

[8] الانعام، ۹۹۔

Al-An’aam, 99.

[9] سید قطب شہید، **فی ظلال القرآن**، ۴:۴۸۔

Syed Quṭub shahīd, *fi-ẓilāl-alqurān̄*, 4:48.

[10] الاعراف، ۵۷۔

Al-A’raaf, 57.

[11] یونس، ۲۴۔

Younus, 24.

[12] عبد الرحمن کیلانی، **تفسیر تیسیر القرآن** (لاھور: دار السلام، ۱۴۳۲ھ)، ۲: ۳۱۰۔

'Abd al-Raḥmān kailānī, *Tafsīr tysīr ul-qurān* (Lahore: Dār al-Salām,1432), 2: 310.

[13] الرعد، ۴۔

Al-R'ad, 4.

[14] عبد الرحمن کیلانی، **تفسیر تیسیر القرآن**، ۳: ۲۵۶۔

'Abd al-Raḥmān kailānī, *Tafsīr tysīr ul-qurān*, 3: 256.

[15] الرعد، ۱۷۔

Al-R'ad, 17.

[16] عبد الرحمن کیلانی، تفسیر تیسیر القرآن، ۲: ۲۶۰۔

'Abd al-Raḥmān kailānī, *Tafsīr tysīr ul-qurān*, 2: 260.

[17] ابراھیم، ۳۲۔

Ibrahim, 32.

[18] صلاح الدین یوسف، **تفسیر احسن البیان** (لاھور: دار السلام، ۱۴۳۸ھ)، ۷۱۵۔

Ṣalāḥ Uddin yusuf, *Tafsīr Aḥsan ul-bayān* (Lahore: Dār al-Salām, 1438), 715.

[19] الحجر، ۲۲۔

Al-Hijr, 22.

[20] صلاح الدین یوسف، **تفسیر احسن البیان**، ۸۶۷۔

Ṣalāḥ Uddin yusuf, *Tafsīr Aḥsan ul-bayān*, 867.

[21] النحل، ۱۰۔

Al-nahl, 10.

[22] عبد الرحمن کیلانی، **تفسیر تیسیر القرآن**، ۲: ۳۱۱۔

'Abd al-Raḥmān kailānī, *Tafsīr tysīr ul-qurān*, 2: 311.

[23] النحل، ۶۵۔

Al-nahl, 65.

[24] الکھف، ۴۵۔

Al-Kahf, 45.

[25] طٰہ ۵۳ اور ۵۴۔

Taha, 53-54.

[26] العنکبوت، ۶۳۔

Al-Ankaboot, 63.

[27] الروم، ۲۴۔

Al-Room, 24.

[28] لقمان، ۱۰۔

Luqman, 10.

[29] مفتی محمد شفیع، **معارف القرآن** (کراچی: مکتبۃ معارف القرآن، ۲۰۰۸ء)، ۶: ۳۵۵۔

Muftī Muḥammad shafī‘, *Ma‘ārif ul-qurān* (Karachi: Maktabat Ma‘ārif ul-qurān, 2008) 6: 355.

[30] حم السجدۃ، ۲۷۔

Al-Sajdah, 27.

[31] فاطر، ۲۷۔

Fatir, 27.

[32] حافظ عماد الدین بن اسماعیل، **تفسیر القرآن العظیم** (لاھور: مکتبۃ اسلامیۃ، ۲۰۰۹ء)، ۵: ۱۰۵۔

Ḥāfiẓ ‘Imād uddīn ibn Asmā‘īl, Tafsir Ul-Qur’ān al-‘Aẓīm (Lahore: Maktabat Islāmiyah, 2009), 5: 105.

[33] الزمر، ۲۱۔

Al-Zumar, 21.

[34] فصلت، ۳۹۔

Fussilat, 39.

[35] الزخرف، ۱۱۔

Al-Zukhruf, 11.

[36] ق، ۹ تا ۱۱۔

Qaaf, 9-11.

[37] ثناء اللہ امرتسری، **تفسیر ثنائی** (لاھور: مکتبۃ قدوسیۃ، ۲۰۰۲ء)، ۲: ۱۶۲۔

Thanā’ullāh Amratsarī, *Tafsir thanā’ī,* (Lahore: Maktabat Quddosiayh, 2002), 2: 162.

[38] الواقعۃ، ۶۸ تا ۷۰۔

Al-Waqiah, 68-70.

[39] النبأ،۱۴۔

Al-Naba, 14.

[40] عبس،۲۴تا۳۲۔

‘Abas, 24-32.

[41] الرعد،۳۔

Al-R’ad, 3.

[42] النحل،۱۵۔

Al-Nahl, 15.

[43] سید ابو الاعلیٰ مودودی، **تفہیم القرآن**،۲:۵۳۰۔

Syed Abū Al’a‘lā’ Maudūdī, *Tafhīm ul-qurān*, 2:530.

[44] ابراھیم،۳۲۔

Ibrahim, 32.

[45] الزخرف،۵۱۔

Al-Zukhruf, 51.

[46] یٰس،۳۴اور۳۵۔

Yasin, 34-35.

[47] امین احسن اصلاحی، **تدبر قرآن**(لاھور: فاران فاؤنڈیشن،۲۰۰۹ء)،۶:۳۴۰۔

Amīn Aḥsan Iaṣlāḥī, *Tadabbure-e-qurān* (Lahore: Fārān Foundation, 2009) 6: 340.

[48] فاطر،۱۲۔

Fatir, 12.

[49] حافظ ابن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم**،۵:۴۲۲۔

Ḥāfiẓ Ibn-e-kathīr, *Tafsir-ul-Qur’ān al‘Aẓīm*, 5: 422.

[50] الفرقان،۵۳۔

Al-Furqan, 53.

[51] الانعام،۶۔

Al-A’naam, 6.

[52] البقرۃ،۷۴۔

Al-Baqrah, 74.

[53] الحج،۴۵۔

Al-Hajj, 45.

[54] طہٰ،۲۴۔

Taha, 24.

[55] مسلم بن الحجاج، **الصحیح** (الریاض: دار السلام، ۲۰۰۰ء)، حدیث: ۲۷۳۴۔

Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Al-Saḥīḥ* (Al-Riyadh: Dār al-Salām, 2000), Hadith: 2734.

[56] مسلم، **الصحیح**، حدیث: ۲۷۳۹۔

Muslim, *Al-Ṣaḥīḥ*, Hadith: 2739.

[57] محمد بن عیسیٰ، **الجامع** (الریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۲۳۰۴۔

Muḥammad ibn Īsā, *Al-Jāmi‘* (Al-Riyadh: Dār al-Salām, 1999), Hadith: 2304.

[58] محمد بن ماجہ، **السنن** (الریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۱۴۷۔

Muḥammad ibn Mājah, *Al-sunan* (Al-Riyadh: Dār al-Salām, 1999), Hadith: 147.

[59] محمد بن احمد الطبرانی، **المعجم الاوسط** (بیروت: دار الکتاب العربی، ۲۰۰۱ء)، حدیث: ۱۷۴۹۔

Muḥammad ibn Aḥmad Al-Ṭabrānī, *Al-Mu‘jam Al-Awsaṭ* (Beirut: Dār al-Kitāb al‘arbī, 2001), 1749.

[60] مسلم، **الصحیح**، حدیث: ۴۴۵۔

Muslim, *Al-Ṣaḥīḥ,*, Hadith: 445.

[61] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح** (الریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۱۵۳۔

Muḥammad ibn Īsmā‘īl Al-bukhārī, *Al-Jāmi‘ Al-Ṣaḥīḥ* (Al-Riyadh: Dār al-Salām, 1999), Hadith:153.

[62] مسلم، **الصحیح**، حدیث: ۵۳۶۴۔

Muslim, *Al-Ṣaḥīḥ*, Hadith: 5364.

[63] البخاری، **الصحیح**، حدیث: ۳۴۷۷۔

Al-Bukhārī, *Al-Ṣaḥīḥ*, Hadith: 3477.

[64] ابو داؤد محمد بن سلیمان، **السنن** (الریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۳۴۷۷۔

Abū Dāwūd Muḥammad ibn Sulaimān, *Al-Sunan* (Al-Riyadh: Dār al-Salām, 1999), Hadith:3477.

[65] ابو داؤد، **السنن**، حدیث: ۳۴۷۸۔

Abū Dāwūd, *Al-Sunan*, Hadith: 3478.